علامہ قرآنیؒ۔حالات وآثار اور اُن کی تصنیف وتالیف

الاحکام فی تمیز الفتاویٰ عن الاحکام وتصرفات القاضی والامام

کا مختصر تعارف

* ڈاکٹر حافظ غلام یوسف

بے پناہ حمد وثنا اور صد ہزار شکر اللہ وحدہٗ لاشریک اور منعم حقیقی کا جس نے گوشت کے لوتھڑے سے انسان کو تراشا، اسے نامعلوم چیزوں کی تعلیم دی، قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کے گُر سکھائے اور اِن اوراق پریشاں کی شیرازہ بندی کی ہمت وقوت عطا فرمائی۔

لاکھوں درود وسلام نازل ہوں اللہ کے اُس نبی عربی فداہ ابی واُمی پر جس نے جہالت وگمراہی کی تاریکی میں ٹامک ٹوئیاں مارتی انسانیت کے سامنے علم وہدایت کی مشعل روشن کی۔

تاریخ اسلام میں لاتعداد ایسی شخصیات گذری ہیں جنہوں نے اپنے علمی وفکری کاموں کی گہرائی وگیرائی کی وجہ سے علم وعمل کی دنیا میں اَن منٹ نقوش چھوڑے ہیں، اور اُمت مسلمہ کے جسد میں نئی روح پھونکی، علمی وفکری میدان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، اِنہی نامور شخصیات میں سے علامہ قرافی (۶۲۶-۶۸۴ھ) بھی ہیں جنہوں نے علم وعمل کی دنیا میں بہت گہرے نقوش چھوڑے ہیں، درج ذیل سطور میں علامہ قرافی اور اُن کی تصنیف لطیف الاِحکام کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

مؤلف کے حالات زندگی

ا لاِحکام کے مؤلف امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس بن عبدالرحمٰن صہناجی، مصری، قرافی مالکی ہیں۔اپنے وقت کے بہت بڑے مفسر، عظیم المرتبت محدّث، فقیہ، اصولی، متکلم، زیرک مقرر، مناظر اور علم وادب کے

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک لاء، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

مختلف گوشوں پر وسیع اور ناقدانہ نظر رکھتے تھے۔(۱)ان کی پیدائش (۶۲۶ھ) مصر میں ہوئی۔علامہ قرافی اپنی کتاب "العقد المنظوم فی الخصوص والعموم" کے باب سوم میں لکھتے ہیں:

> میری پیدائش (۶۲۶ھ) مصر میں ہوئی۔علامہ محمد جعیط تیونسی نے شرح تنقیح الفصول ۱:۷ میں، کشف الظنون ۲:۱۱۵۳، اور ھدیة العارفین ۱:۹۹ میں بھی اِن کی تاریخ پیدائش اور مقام ولادت کے بارے اِسی طرح کی صراحت موجود ہے۔(۲)

مؤلف کو قرافی کہنے کی وجہ

ان کے نام کے ساتھ" قرافی" کی نسبت کی وجہ یہ پیش آئی تھی کہ جس وقت وہ قدیم مصر کے محلّہ دیرطین میں مقیم اپنے گھر سے مدرسہ جاتے تو راستہ میں" قرافہ" کے نام سے موسوم ایک قبرستان تھا۔ایک دن حاضری کی رجسٹر میں ان کے ساتھیوں سے اِن کا نام نہ پڑھا گیا اور اتفاق سے اُس دن علامہ قرافی سبق سے بھی غیر حاضر تھے تو ان کے ہم مکتب ساتھیوں نے اُن کو قرافی کے لقب سے پکارا، کیونکہ وہ مدرسہ اُسی راستہ سے آتے تھے جس میں" قرافہ قبرستان" واقع تھا۔ چنانچہ اُس دن سے قرافی اِن کے نام کا حصہ بن گیا اور بعد میں اُنہوں اسی نام کی وجہ سے شہرت پائی۔(۳)

علامہ قرافی بذات خود اپنی کتاب العقد المنظوم فی الخصوص والعموم میں نسبت کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> قبائل کے دیگر ناموں مثلاً تمیم، ہاشم کی طرح قرافة یہ بھی کسی قبیلہ کا نام تھا،قبائل کے نام بھی درحقیقت کسی معین مرد یا عورت کے نام سے منسوب ہوتے ہیں، اور بعد میں وہ قبیلہ اُسی نسبت سے مشہور ہو گیا ہو۔ یہ قبیلہ مصر کے مضافات میں اُس وقت آ کر آباد ہوا جب حضرت عمرو بن العاص ﷺ اور اُن کے ساتھیوں نے مصر فتح کیا، چنانچہ اسی وقت سے یہ بستی قرافہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ یہ بستی مصر شہر اور برکة الاشراف کے درمیان واقع ہے۔قرافی

کے عنوان سے میری شہرت کی یہ وجہ نہیں کہ میرا تعلق اُس قبیلہ سے تھا بلکہ میں نے کچھ وقت اسی بستی میں گذارا تھا جہاں یہ قبیلہ آباد تھا اور اسی وجہ سے میری نسبت ''قرافی'' مشہور ہوگئی۔ میرا تعلق مراکش کے شہر قطر سے ہے۔ البتہ میری پیدائش، نشو ونما اور تعلیم وتربیت مصر میں ہوئی۔ علامہ محمد بُعیط تیونسی نے ''شرح تنقیح الفصول'' ۱:۶-۷، کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اِن کی نسبت کی یہ وجہ بظاہر زیادہ معتبر معلوم ہوتی ہے۔ (۴)

علامہ قرافیؒ کے اساتذہ وشیوخ

اللہ تعالیٰ نے علامہ قرافی کو منفرد اور نادر صلاحیتوں سے نوازا، اُنہوں نے اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔ آپ کے مشہور ترین اساتذہ کرام میں سے امام عزّ الدین بن عبدالسلام شافعی، جو سلطان العلماء کے لقب سے مشہور تھے، امام شرف الدین محمد بن عمران المعروف شریف کرکی، قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) شمس الدین ابوبکر محمد بن ابراہیم بن عبدالواحد ادریسی مقدسی، شیخ شمس الدین خسروشاہی اور امام جمال الدین ابن حاجب وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین کے نام قابل ذکر ہیں۔ (۵)

علامہ قرافیؒ نے سب سے زیادہ علمی استفادہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام، شافعی سے کیا۔ بہت سے علوم و فنون کی تعلیم اِن سے حاصل کی۔ شیخ کی تعلیم وتربیت سے علامہ قرافیؒ ایک باوقار اور عظیم الشان شخصیت کے حامل فرد بنے اور اس کے ساتھ ساتھ اِن میں آزادفکر کا جذبہ پیدا ہوا۔ شیخ عزالدین جب (۶۳۹ھ) مصر تشریف لائے تو اس وقت علامہ قرافی کی عمر پندرہ سال تھی۔ چنانچہ اس وقت سے لے کر شیخ عزالدین کے وفات (۶۶۰ھ) تک تقریباً بیس سال کے طویل عرصہ تک علامہ قرافی نے اِن سے علمی استفادہ کیا۔ (۶)

شیخ عزالدین بن عبدالسلامؒ نے بھی ان پر دل وجان سے محنت کی، اپنی وسعت علم، غیر معمولی ذہانت، دین میں پختگی، غیر معمولی شخصیت، دین حق کی تائید میں جرأت کا اظہار، علم وفضل اور تقویٰ جیسے تمام اچھے اوصاف کو علامہ قرافی میں منتقل کر دیا۔ علامہ قرافی نے بھی اپنا تمام وقت اپنے استاذ کے سپرد کر دیا اور اس علم کے سمندر سے خوب جی بھر کر سیراب ہوئے علامہ قرافیؒ احادیث کی روایت کے علاوہ اُن کے اقوال کو بکثرت نقل کرتے ہیں اور

اپنی کتابوں میں جابجا اپنے اُستاذ کے لئے تعریفی کلمات لکھتے ہیں۔ چنانچہ الفروق میں لکھتے ہیں:

> شیخ عزالدینؒ اتنے عظیم مقام پر فائز تھے کہ اُن کے ہمعصر بڑے بڑے علماء اور فقہائے کرام بھی علمی استفادہ کے لئے اِن کے محتاج تھے۔ مسائل عقلیہ ونقلیہ پر اُن کی نادر تحریرات موجود ہیں۔ اور وہ ایسے زرین اور نادر نکات کا انکشاف فرماتے تھے کہ اِن کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے حصہ میں یہ علمی سعادت نہ آسکی۔ (۷)

علامہ قرافی ''الفروق'' ہی میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

> شیخ عزالدین کا شمار اُس وقت کے سربرآوردہ علماء میں ہوتا تھا۔ دینی علوم کے حوالے سے وہ بہت ہی باصلاحیت اور عوام وخواص کے مصالح کی رعایت رکھنے والے تھے۔ قرآن وسنت کی تعلیمات پر سختی سے کاربند تھے۔ اور وہ تو بادشاہوں تک کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اللہ کے دین کے معاملے میں کسی کی ملامت کا کوئی خوف محسوس نہیں کرتے تھے۔ (۸)

شیخ عزالدینؒ عظیم رہنما اور بے مثال شخصیت کے مالک تھے۔ علامہ قرافیؒ اِن کی شخصیت سے اتنے زیادہ متاثر ہیں کہ اِن کے دل ودماغ پر اُنہی کی چھاپ نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ قرانی کی سوچ وفکر، انداز بیان، تالیف کے طریقہ کار وغیرہ تمام اُمور میں اِن کے استاذ کے جملہ افکار ونظریات کا عکس نمایاں نظر آتا ہے۔

علامہ قرافیؒ نے علوم کی تحصیل اور اُن کی معرفت کے حصول کے لئے بہت زیادہ محنت کی۔ علوم شریعہ میں اتنی پختگی، ملکہ اور مہارت پیدا کرلی تھی کہ اُن کی اِن علمی صلاحیتوں نے اُنہیں امام کے منصب تک پہنچادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو امتیازی مہارت اور انداز بیان کی عجیب اور منفرد صلاحیت کا زبردست ملکہ عطا فرمایا تھا۔

بہت سے ذہین اور لائق طلبہ مسائل کی توضیح وتشریح، دلائل کی تحقیق وتنقیح، مشکل اور پیچیدہ مسائل ان سے دریافت کرتے تھے۔ بے دین اور دین کے مخالفین کا قلع قمع کرنے کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہتے تھے۔ تصنیف وتالیف میں ان کی سرعتِ رفتار کا یہ عالم تھا کہ آٹھ ماہ کے قلیل عرصہ میں اُنہوں نے گیارہ علوم پر قیمتی اور نادر تصانیف تالیف فرمائیں۔ (۹)

علوم شریعہ میں مہارت اور کمال دسترس کے باوجود اُن پر جو تنقید کی جاتی ہے وہ علوم حدیث کے بارے میں ان کی کم مائیگی ہے۔ چنانچہ ''الفروق'' میں خود اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سالتُ جماعةً مِّنَ الْمُحَدِّثين وَالْعُلماءِ الرَّاسخين فِي الْعِلمِ عَمَّن يُرْوى قوله ﷺ" لا غيبة في فاسقٍ" فَقَالُوْا لي لَمْ يصِح (١٠)

''میں نے محدثین اور محقق ماہر علماء سے رسول اللہ ﷺ سے مروی اس قول ''فاسق کے فسق و فجور کو بیان کرنا غیبت نہیں ہے'' کے بارے میں دریافت کیا، تو اُنہوں جواب دیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے''۔

علامہ قرافی کی کتابوں میں بعض موضوع اور کچھ موضوع کے قریب احادیث ملتی ہیں، انہی موضوع احادیث میں سے ''الفروق'' میں نقل کردہ یہ حدیث بھی ہے:

١- **قال عليه الصلاة والسلام اَلْمَعِدَةُ بيتُ الداء والحِمْيَةُ رأس الدواءِ وصلاحُ كلِّ جسمٍ ما اعتاد** (١١) معدہ بیماری کا گھر ہے اور پرہیز سب سے بڑا علاج ہے جسم کی اصلاح انہیں چیزوں سے ممکن ہے جن کا وہ عادی ہو۔ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ حارث بن کلدہ ثقفی کا قول ہے جو کہ عرب کے معروف طبیب تھے۔ (١٢)

حدیث کے عنوان سے الفروق، میں موجود یہ عبارت:

٢- **قال رسو ل الله ﷺ: الناس كلهم هَلْكَىٰ الاّ العالمون، والعالمون كلهم هَلكى الا العاملون والعاملو ن كلهم هلكى إلّا المخلصون** (١٣)، (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علماء کے علاوہ تمام لوگ ہلاک و برباد ہونے والے ہیں، اور علماء بھی ہلاک و برباد ہونے والے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو علم کے مطابق عمل کرنے والے اور عمل کرنے والے بھی ہلاک و برباد ہونے والے ہیں مگر وہ لوگ کامیاب وکامران ہوں گے جنہوں نے علم کے مطابق انتہائی اخلاص کے ساتھ عمل کیا)۔ یہ موضوع حدیث ہے جس کی صراحت موضوعات حدیث کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (١٤)

احادیث کے عنوان سے موجود وہ عبارات جنہیں موضوعات کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے اُن میں سے الفروق، میں نقل کردہ درج ذیل عبارات ہیں:

۳- قال علیه الصلاة والسلام الطلاقُ والعتاق من أیمانِ الفُسَّاقَ(۱۵)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طلاق اور عتاق فاسقوں کی قسمیں ہیں۔

۴- قولهُ علیه السلام مَنْ حَلَفَ و استثنیٰ عاد کمن لم یَحْلِف(۱۶)، (رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ جس شخص نے قسم اٹھانے کے بعد ان شاءاللہ کہہ دیا تو وہ ایسا ہی ہے گویا اُس نے قسم کھائی ہی نہیں۔ یہ دونوں عبارات موضوعات حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔(۱۷)

ان کے علاوہ الفروق میں ہے:

۵- عن أبی موسی الأشعری ﷺ أنه کان یقول: إنا لنَکْثِرُ فی وجوه أقوام وإن قلوبَنا لتلعنهم(۱۸)''۔ (حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں: کہ ہم بعض لوگوں کے سامنے اُن سے ہنسی مذاق کر رہے ہوتے ہیں جبکہ ہمارے دل اُن پر لعنت بھیج رہے ہوتے ہیں)۔

اس قول کو بھی علامہ قرافیؒ نے حدیث شمار کیا ہے حالانکہ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ حضرت ابودرداء ﷺ کا قول ہے، جس کی صراحت امام بخاریؒ نے ''صحیح البخاری'' (۱۹) میں کی ہے۔ اس طرح کی مثالیں اور بھی بکثرت موجود ہیں بطور نمونہ یہاں صرف چند مثالوں پر اکتفاء کیا گیا۔

لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ اس طرح کے کئی علماء کی مثال پیش کی جاسکتی ہے جو ایک فن میں امام اور اپنی مثال آپ ہوتے ہیں جبکہ دوسرے علوم میں اُن کی معلومات ایک عام آدمی کے برابر ہوتی ہیں۔ اس طرح کی مثالوں کو بنیاد بنا کر کسی عالم کی تنقیص یا اُس پر نکتہ چینی نہیں کی جاسکتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَا أُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلاَّ قَلِیْلاً ﴾(۲۰) تمھیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے، ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾(۲۱)، کہہ دیجئے اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما۔

علامہ قرافی کے تلامذہ

علامہ قرافی مرجع خلائق تھے۔ دُور دراز کے ممالک سے بڑے بڑے علماء ان سے ملاقات اور بالمشافہ گفتگو کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے، اُنہی علماء میں سے **إكمال الإكمال علىٰ صحيح مسلم للقاضي عياض** کے مؤلف امام ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بقّوری، مراکشی، اندلسی (م:۷۰۷ھ) بھی ہیں، جو مصر میں علامہ قرافیؒ کے پاس حاضر ہوئے۔ اِن سے علمی استفادہ کے علاوہ **الفروق** کا خلاصہ اور اس کی تہذیب وتزیین کے ساتھ اِس کو ترتیبِ جدید سے مرتب بھی کیا۔ اس بات کا تذکرہ محمد مخلوف نے **شجرة النور الزكية**، ص:۲۱۱، میں اور ابن فرحون نے اپنی کتاب **الديباج المُذهَب**، ص:۳۲۲، میں کیا ہے۔

مختصر ابن حاجب کے شارح امام ابن راشد محمدؒ بن عبداللہ بن بکری تیونسی، بھی علامہ قرافی سے فیض حاصل کرنے والوں میں شامل ہیں جس کا تذکرہ تُنبُکتی نے ''**نيل الابتهاج**'' ص:۲۳۵، میں کیا ہے۔

علامہ ابن راشد محمدؒ اپنی طالب علمی کے دور کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تیونس کے بڑے بڑے نحویوں اور ادیبوں سے ملاقات کی اور اُن سے علم حاصل کرنے کے بعد جب میں اسکندریہ پہنچا تو وہاں بھی میری ملاقات بڑے بڑے متبحر علماء سے ہوئی، اُن میں سے قاضی القضاۃ ناصرالدین بن منیر، کمال تنّسی، ناصرالدین ابن اَبیاری، ضیاءالدین بن علاق اور محیی الدین حافی جیسے اکابر علماء کرام کے نام قابل ذکر ہیں جن سے میں نے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد میں شہاب قرافی سے ملنے قاہرہ پہنچا جو اپنے وقت کے فقہ مالکی کے امام تھے، اپنے ہمعصروں میں ایک نادر شخصیت اور اپنی مثال آپ تھے، انتہائی سعادت مند، بڑے عقلمند اور ذہین تھے۔ مناظروں میں ہمیشہ اپنے حریفوں پر فتح یاب ہونے والے اور مقابلے کے ہر میدان میں سبقت لیجانے والے، تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر، اُنہوں نے اپنی پوری زندگی تعلیم وتعلم کے لیے وقف کی ہوئی تھی۔ مجھے اُن کے ہاں وہ مقام وعزت ملی جیسے آنکھ میں سیاہ حصہ اور جسم میں روح کو حاصل ہوتی ہے۔ (۲۳)

وہ ایک ایسے مذہبی پیشوا تھے جن کے پاس اطراف عالم سے آنے والے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ اُس دور میں ان کے شیخ الاسلام ہونے پر مالکی علماء کے علاوہ دوسرے تمام علماء بھی متفق تھے۔ علامہ سیوطی لکھتے

ہیں،انتھت إلیہ ریاسۃ المالکیۃ فی مصرہ،علامہ قرافی اپنے وقت کے فقہ مالکی کے سب سے بڑے امام و پیشوا تھے۔ (۲۴)

علامہ ابن فرحون نے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تقی الدین بن شُکر کا قول نقل کیا ہے کہ تمام شوافع اور مالکیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہمارے زمانے کے علماء میں سے سب سے زیادہ عالم فاضل تین حضرات ہیں: قدیم مصر میں مقیم علامہ قرافیؒ ،اسکندریہ کے شیخ ناصرالدین ابن مُنیرؒ اور قاہرہ کے شیخ ابنِ دقیقؒ العید۔ (۲۵)

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب حسن المحاضرۃ،۱:۱۲۷، میں علامہ قرافیؒ کا شمار مصر کے مجتہدین میں کیا ہے۔اُن کے حالات زندگی دیگر عام علماء کے حالات زندگی کے ساتھ تحریر نہیں کیے جن کا تعلق مذاہب اربعہ میں کسی نہ کسی مسلک سے ہے۔علامہ سیوطی نے اس کے ساتھ ہی قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تقی الدین بن شُکر کا مذکورہ بالا قول بھی نقل کیا ہے۔

علامہ قرافی بحیثیت ریاضی دان

علامہ قرافیؒ علوم شرعیہ میں امامت کے درجہ پر فائز ہونے کے علاوہ بہت بڑے ریاضی دان اور ماہر فلکیات بھی تھے۔متحرک تصاویر پر نئی ایجادات کے حوالے سے انہوں نے تحقیقی وتجدیدی کام کر کے بڑی شہرت وفضیلت حاصل کی تھی۔

علامہ قرافیؒ اپنی کتاب ''نفائس الاصول فی شرح المحصول'' میں دلالت صوتیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: کیا صرف آواز کو سن کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ فلاں شخص کی آواز ہے؟ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صرف آواز سن کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یقیناً یہ فلاں شخص کی آواز ہے۔کیونکہ انسان کے علاوہ کسی دوسری مصنوعی چیز سے بھی آواز پیدا کی جاسکتی ہے۔(۲۶)

عجیب وغریب گھڑی کی ایجاد

علامہ قرافیؒ نفائس'' الاُصول فی شرح المحصول''ہی میں لکھتے ہیں:

مجھے معلوم ہوا کہ مَلک کامل (۲۷) کے لئے چراغ رکھنے کے لئے پیتل کا بنا ہوا ستون نما لمبا چراغدان رکھا جاتا تھا جس میں مختلف خانے بنے ہوئے تھے۔ رات کے وقت ہر گھنٹہ کے بعد ایک خانہ کھلتا تھا اور اس میں سے ایک انسان کی شبیہ برآمد ہوتی اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتی ۔

جب دس گھنٹے گذر جاتے تو اُن میں سے ایک انسانی شبیہ چراغدان کے سب سے اوپر والے خانے میں پہنچ کر صبح کا سلام ان الفاظ میں کرتی تھی ''**صبّح الله السلطان بالخير والسعادة**''۔

علامہ قرافی کہتے ہیں کہ:

> ''میں نے بھی اسی طرح کا ایک چراغدان بنایا اور میں نے اُس میں یہ اضافہ کیا کہ ہر گھنٹہ کے بعد اُس میں رکھے ہوئے چراغ کا رنگ تبدیل ہو جاتا۔ اُس میں شیر کی ایک شبیہ بنائی جس کی دونوں آنکھیں پہلے سیاہ رنگ پھر سفید رنگ اور اس کے بعد سُرخ رنگ میں تبدیل ہو جاتیں تھیں۔ ہر گھنٹہ کے بعد اُن کا ایک نیا رنگ ہو جاتا تھا۔ اور دو پرندوں کے منہ سے دو کنکر گرتے تھے، آدمی کی شبیہہ اُس چراغدان میں داخل ہوتی اور دوسری باہر آتی ایک دروازہ کھلتا اور دوسرا بند ہو جاتا اور جب صبح ہو جاتی تو ایک انسانی مجسمہ چراغدان کے سب سے اوپر والے خانے میں پہنچ کر اپنی اُنگلیاں کانوں میں ڈال کر اذان کا اشارہ کرتا لیکن میں اُس میں آواز پیدا کرنے سے قاصر رہا۔ اس کے بعد میں نے ایک جانور بنایا جو چلتے وقت دائیں بائیں دیکھتا تھا اور سیٹی بجاتا تھا لیکن وہ بھی بات نہ کر سکتا تھا''۔ (۲۸)

یہ ایجاد امام قرافی کی ذکاوت اور صنعت سازی کی عجیب وغریب اور امتیازی مہارت کی دلیل ہے۔

علامہ قرافی کا شکوہ

علامہ قرافیؒ اکثر وبیشتر حاسدین، فسادی اور فتنہ پرور مناظرین کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ علوم کو چوری کرنے والے، علم ومعرفت کے نام نہاد دعویدار، ذی عقل علماء کی عقل کو اُچک لینے والے ہوتے ہیں اور وہ

ہر زمانے ہر صحرا اور ہر شہر وقصبہ میں موجود ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے بچنے کی ترغیب دیتے وقت درج ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے:

وَاِذَا جَلَسْتَ إلی الرِّجَالِ و أَشرَقَتْ   فِی جَوِّ باطِنِکَ العُلوم الشُّردُ

جب تو لوگوں کے پاس بیٹھے اور تیرے باطن کے بدک جانے والے نادر علوم روشن ہونے لگیں

فاحذر مناظرةَ الحسودِ فإنما   تغتاظُ أنت و یستفیدُ ویَجحَدُ

تو حاسد کے ساتھ مناظرہ سے بچو کیونکہ تم تو غصہ میں آ جاؤ گے اور وہ فائدہ اُٹھا کر انکار کر دے گا

اس کے علاوہ اکثر و بیشتر محی الدین المعروف حافیؒ کے یہ اشعار پڑھتے رہتے تھے۔

عَتَبْتُ عَلی الدُّنیا بتقدیم جاهل   و تاخیر ذی علمٍ فقالت خُذِ العذرا

میں نے جاہل کو فوقیت دینے اور صاحب علم کو محروم رکھنے پر دنیا سے اظہار ناراضگی کیا، تو دنیا نے جواب دیا عذر سنو!

بنو الجهل أبنائی ، وکُلُّ فضیلة   فأبناؤها أبناءُ ضَرَّتیَ الأُخریٰ

جاہل میرے فرزند ہیں، ہر فضیلت اور کمال کے فرزند میری دوسری سوکن کے فرزند ہیں (۲۹)

کتاب کے نام کی تحقیق اور زمانۂ تالیف

یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک نہایت اہم متن ہے۔ کتاب کے نام کے بارے میں موجود عبارات کے درمیان خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے اکثر قلمی نسخوں کے شروع اور آخر میں اس کا نام **الإحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الأحکام وتصرُّفِ القاضی و الإمام** لکھا ہوا ہے۔ جبکہ امام قرافی کی معروف تصانیف **الفروق**(۳۰)، اور **شرح تنقیح الفصول فی الأصول** ص: ۱۹۶، **الفصل السابع فی نقص الاجتهاد** میں مکمل نام **الإحکام فی الفرق بین الفتاویٰ والأحکام و تصَرّف القاضی والإمام** موجود ہے۔ (۳۱)

الفروق ہی میں کتاب کا نام الإحکام فی الفَرق بین الفتاویٰ والأحکام(۳۲)، نیز علامہ ابن فرحون کی دو کتابوں:

- الدیباج المُذھب فی معرفة أعیان علماء المَذھب (۳۳)
- تبصرة الحکام،(۳۴)

نیز علامہ طرابلسی کی کتاب مُعین الحکام،(۳۵) میں بھی کتاب کا نام اسی طرح مذکور ہے۔اور الفروق ہی میں اِس کتاب کا نام الإحکام فی الفتاویٰ والأحکام و تصرف القاضی والاِمام بھی ہے۔(۳٦)
جب کہ مؤخر الذکر دونوں کتابوں تبصرة الحکام(۳۷) اور مُعین الحکام(۳۸)، میں الإحکام فی تمییز الفتاویٰ والأحکام بھی مذکور ہے۔اس کے علاوہ علامہ علیش کے فتاویٰ فتح العلی المالک،۱: ۵۸ میں اس کا نام الإحکام فی تمییز الفُتیاعن الأحکام و تصرُّف القاضی والاِمام ہے۔(۳۹)

بظاہر مختلف کتابوں میں نام کا یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ ان میں سے بیشتر نام حقیقی و اصلی نام نہیں بلکہ کتاب کے اصلی نام کے لیے رموز و اشارہ ہیں ۔اِن تمام ناموں میں صحیح، مناسب اور مکمل ترین وہ پہلا نام ہے جو کہ کتاب کے متفرق مطبوعہ نسخوں کے شروع اور اختتام میں موجود ہے۔اور اِن ناموں میں سے بھی سب سے زیادہ مکمل نام وہ ہے جو کہ ''دار الکتب المصریه'' میں موجود قلمی نسخہ میں ہے شیخ ابو غدّہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اِس کتاب کے لئے اُسی نام: الإحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الأحکام و تصَرّفات القاضی و الإمام کو بطور عنوان اختیار کیا ہے۔کیونکہ اس میں تصرفات جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔اور جو جامعیت و معنویت، یکسانیت اور حسن ترتیب تصرفات کے صیغہ میں پائی جاتی ہے یہ خصوصیات واحد کے صیغہ تصرف میں نہیں پائی جاتی۔

امام احمد بن یحییٰ وَنشَرِیشی نے بھی اپنی کتاب المِعیار المُعرِب ٦:١٢ میں قرافی کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے الإحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الأحکام وتَصرّفِ القاضی والاِمام نقل کیا ہے۔علامہ قرافی نے بذاتِ خود بھی الاحکام کے مقدمہ میں تصرف کے بجائے تصرفات کا صیغہ استعمال کیا ہے۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں وقد وقع بینی و بین الفضلاء مباحثٌ فی أمر الفرق بِین تصرُّفات الحُکّامِ و تصرُّفات الائمة

''میرے بعض فاضل ساتھیوں اور میرے درمیان فتویٰ اور فیصلہ میں فرق، قاضی اور حکمران کے اختیارات میں تمیز کے بارے میں اختلاف واقع ہوا تھا''۔

مقدمہ کے آخر میں لکھتے ہیں:**وَأُنبّه علیٰ غوامض تلک المواضع وفروعهافی الاَحکام والفتاویٰ وتصرّفات الائمة**، اِن مقامات کے دقیق نکات، قاضی کے اختیارات، احکام اور فتاویٰ سے متعلق مسائل پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔علامہ قرافی کی اِن عبارات کو دیکھتے ہوئے اِس بات کو تقویت ملتی ہے کہ ''**تصرُّف الائمة**'' واحد کے صیغہ کی بہ نسبت ''**تصرفات الاَئمة**''(جمع کا صیغہ) زیادہ مناسب اور صحیح ہے۔(۴۰)

کتاب کا یہ نام اگر چہ طویل ہے لیکن اتنا طویل بھی نہیں جیسا کہ بعض اکابر علمائے مالکیہ اور علماء مراکش کی کتابوں کے طویل نام ہیں۔ اِس نام کا ایک ایک لفظ مستقل معنیٰ پر دلالت کرتا ہے جو کہ کسی اور لفظ سے ادا نہیں ہوسکتا۔

تاریخ تالیف

اس کتاب کی تاریخ تالیف متعین نہیں، لیکن یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ علامہ قرافیؒ نے اپنی کتاب **الفروق** کی تالیف اَلِا حکام کے بعد کی ہے۔کیونکہ علامہ قرافیؒ نے **الفروق** میں جابجا **الاحکام** کا تذکرہ کرتے ہوئے اِس کی خوب تعریف وتوصیف کی ہے۔

علامہ قرافی **الفروق** میں لکھتے ہیں:

> میری ایک کتاب ہے جس کا نام میں نے **الإحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الأحکام و تصَرّفات القاضی و الإمام** رکھا ہے۔اس کتاب میں چالیس مسائل بیان کئے ہیں۔ جو ''الفروق'' کے اسرار و رموز کو جامع ہیں۔اپنے فن کے اعتبار سے یہ ایک بہت ہی عمدہ، معیاری اور ایک مستقل کتاب ہے۔یہاں اُس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے جو چاہے اس کتاب کا مطالعہ کرلے یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک عمدہ کتاب ہے اور اس فن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے والوں کے لئے بہت زیادہ نفع بخش ہوگی۔(۴۱)

علامہ قرافی الفروق، ہی میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

> کسی بھی فقیہ نے، مفتی اور حاکم کے فیصلہ میں فرق کو بہتر انداز میں بیان نہیں کیا، کیونکہ یہ بہت ہی خفیف و باریک فرق ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی کتاب **الإحکام فی تمییز الفتاویٰ** میں یہ باریک فرق اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ نیز **الاحکام** میں چالیس مختلف مسائل ذکر کیے گئے ہیں جس سے یہ فرق خوب واضح ہو گیا ہے جس شخص کو بھی اس بارے میں معلومات درکار ہوں وہ میری مذکورہ کتاب سے استفادہ کرے تو اُسے بہت مفید پائے گا۔(۴۲)

علامہ قرافی کی کتاب **الفروق** کے مطبوعہ نسخوں میں الفروق کی تالیف مکمل ہونے کی تاریخ کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔ البتہ علامہ قرافی اپنی کتاب شرح **تنقیح الفصول فی الاصول** کے آخر میں لکھتے ہیں کہ میں اس کتاب کی تصنیف و تالیف سے بروز پیر ۹ شعبان، ۶۷۷ھ کو فارغ ہوا۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ **الإحکام** کی تالیف ۶۷۷ھ سے پہلے ہوئی ہے۔ کیونکہ علامہ قرافیؒ کی تاریخ وفات ۶۸۴ھ ہے۔(۴۳)

الإحکام کی تدوین جدید میں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کا کردار

شیخ عبدالفتاح ابوغُدہ جو کہ معروف شامی الاصل حنفی فقیہ (م: ۹ شوال ۱۴۱۷ھ/ ۱۶ فروری ۱۹۹۷ء) تھے، اُنہوں نے علامہ قرافی کے حالات زندگی اور اُن کی کتاب **الإحکام** کے بارے میں ایک تفصیلی مقدمہ تحریر کیا ہے جس سے اِس کتاب کی افادیت میں کئی اضافہ ہو گیا ہے۔ ابوغدہ کی تحقیق اور تدوین حدیث سے متعلق چیدہ چیدہ نکات ملاحظہ ہوں:

شیخ ابوغدہؒ نے **الإحکام** کو مختلف خطی اور مطبوعہ نسخوں کے تقابل سے تدوین جدید کے ساتھ مرتب کیا ہے اور اِسے اپنے وقیع حواشی اور تعلیقات سے مزین کیا ہے۔ ان تعلیقات اور حواشی کی ضخامت اصل متن کے تقریباً نصف کے قریب ہے۔

شیخ ابوغدہؒ فرماتے ہیں:

ا لإحکام کی تحقیق اور تدوین جدید کے دوران کئی مقامات پر ا لإحکام اور الفروق کی اُن مباحث میں جو ان دونوں کتابوں میں تقریباً یکساں ہیں، اور جن میں قارئین کے لئے کوئی مفید مباحث ہیں، اُن کے درمیان ربط پیدا کرنے کی میں نے پوری کوشش کی ہے۔

- اکثر مواقع پر جہاں دونوں کتابوں کے مباحث میں مجھے یکسانیت نظر آئی میں نے اُن تمام مسائل کا حوالہ دیدیا، لیکن وہ مقامات جہاں میں نے محسوس کیا کہ قاری کے لیے اِس کا مزید مطالعہ مفید ثابت ہوگا تو میں نے ''ا لإحکام'' کے حاشیہ پر ''الفروق'' کی عبارات قارئین کے استفادہ کے لئے نقل کردیے ہیں۔
- ا لإحکام کو مزید فائدہ مند اور معلومات افزا بنانے کے لئے قاضی ابن فرحون مالکیؒ (م:۷۹۹ھ) کی کتاب تبصرة الحكام فی أصول الأقضية ومناهج الأحكام اور قاضی علاء الدین طرابلسی حنفیؒ (م:۸۴۴ھ) کی کتاب معين الحكام فيما يتردد بين الخصمين من الأحكام سے بھی متعلقہ اقتباسات حاشیہ پر نقل کردیے گئے ہیں۔
- محققین کے استفادہ کے لئے ا لإحکام میں موجود آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی تخریج اصل مصادر سے کی ہے۔ صحت وسقم کے حوالے سے بعض احادیث پر کی گئی جرح کی بھی نشاندہی کردی ہے۔ اور الإحکام میں موجود شخصیات کے حالات زندگی کا تذکرہ کردیا تاکہ قاری شخصیات کے علمی تشخص اور مقام کو پہچان سکے۔
- ا لإحکام کی عبارت میں اگر کوئی تحریف یا سقم نظر آیا تو حسب استطاعت اس کی اصلاح کردی ہے۔ اور بعض مفصل جملوں کی اختصار کے ساتھ آسان الفاظ میں تشریح بھی کردی گئی ہے۔

کتاب کے آخر میں آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، أعلام اور مآخذ ومصادر کا انڈکس اور اشاریہ دیدیا ہے

شیخ ابوغدہؒ لکھتے ہیں:

میں نے اس کتاب کو آسان اور عمدہ انداز میں پیش کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ میری

محنت قاری کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام کو محض اپنے فضل و کرم اور لطف وعنایت سے شرف قبولیت بخشے، اس کتاب کو مفید عام بنائے اور ہمیں اپنے دین اور شریعت مطہرہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، **فذلک الفضل العظیم.** (۴۴)

کتاب تصنیف کرنے کی وجہ

علامہ قرافی نے الاِحکام کی تصنیف وتالیف میں عام طرز تحریر نہیں اپنایا، بلکہ علامہ قرافی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہونے والے مختلف مسائل سے متعلق چالیس سوالات کے جوابات اور تبادلہ خیال کو کتابی شکل میں قلمبند کیا ہے۔ علامہ قرافیؒ نے الاِحکام کا مقدمہ خود تحریر کیا جس میں اُنہوں نے، کتاب لکھنے کی ضرورت واہمیت، اہم نکات اور اہداف کو اور اپنے طرز تحریر کی وضاحت اِن الفاظ میں کرتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ سے عفو و درگذر کا طالب بندہ فقیر احمد بن ادریس مالکیؒ رقمطراز ہے، تمام تعریفیں تمام جہانوں کے بادشاہوں کے بادشاہِ حقیقی کے لئے کہ تمام دنیا اِسی کی عنایت وعطاء ہیں۔ وہ کریم اور بہت احسان کرنے والی ذات ہے اُن کا ہر فیصلہ عدل واحسان پر مبنی ہوتا ہے۔ اُسی نے صحیفے نازل فرمائے اور دنیا کے وسائل کو اپنی اعلیٰ ارفع نعمتوں کے حصول کے لیے مشروع قرار دیا، جس سے حق عیاں ہوا، عدل وانصاف کا بول بولا ہوا، ظلم و زیادتی ملیامیٹ ہوئی، وہی نیکیوں کو پروان چڑھاتا ہے اور سیئات کو مٹاتا ہے، وہ بڑے غلبہ والا بادشاہ ہے، بہت زیادہ عطا کرنے والا، پردہ پوشی کرنے اور مسلسل مغفرت کرنے والا ہے۔

درود وسلام کے تمام اچھے کلمات اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے بہترین ذات کے لئے مختص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بنو عدنان میں سے مبعوث فرمایا، جو سب سے زیادہ درست فیصلہ کرنے والے اور طاقتور و مضبوط امام ہیں، انسانوں اور جنوں کے لئے رسول اعظم ہیں، اور درود وسلام آپ کے صحابہ کرام، آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کے انصار پر نازل ہو۔ اُس ذات برحق پر ایسا درود وسلام نازل ہو جو اُن کے لیے جنت کے اعلیٰ ترین مقامات پر فائز ہونے کا ذریعہ و وسیلہ بن جائے اور ہم آپ کی ذات ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہیں۔

امابعد: کافی عرصہ سے میرے اور میرے بعض فُضلاء کے درمیان درج ذیل مسائل کے بارے میں بحث و مباحثہ چلا آرہا ہے:

① اُس فتویٰ کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟جس کے خلاف فریق مخالف کا فتویٰ موجود ہو

② ایسے حکم کی کیا حیثیت ہے؟ جس کے خلاف کوئی دوسرا حکم موجود نہ ہو؟

③ حُکام عدالت اور ائمہ یا سربراہان ریاست کے تصرفات کے دائرہ کار کیا ہے؟

④ اِس باب میں اختلاف ہے کہ آیا رمضان کے چاند کا ثبوت صرف ایک آدمی کی گواہی سے ثابت ہوجاتا ہے؟

⑤ پھر کیا ایک آدمی کے گواہی سے رمضان کا ثبوت اُس شخص کے حق میں بھی ہوگا؟ جس کا مسلک یہ ہے کہ رمضان کے چاند کے ثبوت کے لئے دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔ (یعنی جب تک دو آدمی رمضان کا چاند دیکھنے کی گواہی نہ دیں اُس وقت تک رمضان کا ثبوت نہیں ہوسکتا)

⑥ اسباب میں بھی اختلاف ہوسکتا ہے کہ یتیموں کے اموال میں سے اگر حاکم کچھ فروخت کردے تو کیا خرید وفروخت کے اس عقد کے صحیح ہونے کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟ کوئی دوسرا شخص اس حکم کو کالعدم قرار دے سکتا ہے؟

⑦ جب کسی شخص کا عادل ہونا ثابت ہوجائے؟ تو کیا کوئی دوسرا شخص اس کی ثابت شدہ عدالت کو باطل و کالعدم قرار دے سکتا ہے؟ یا یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جسے کالعدم قرار نہیں دیا جاسکتا؟ اور اِس طرح کے دیگر مسائل۔

اس کے علاوہ قاضی وحاکم کے اس فیصلہ کی حقیقت سے متعلق بھی جواب وسوال کا دور ہوا جسے تبدیل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ اس سوال کا جواب بڑی شرح وبسط کے ساتھ اسی کتاب میں دیا گیا ہے۔ جبکہ عموماً اس سوال کا جواب یہی دیا جاتا کہ فیصلہ تو واجب التعمیل اور لازمی ہوتا ہے جبکہ فتویٰ کی حیثیت تو صرف خبر کی ہوتی ہے۔

اس پر بھی یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ لازمی ہونے سے اگر حسی اور جسمانی طور پر لازم ہونا مراد ہے تو حاکم بھی بسا اوقات ظاہری اور حسی طور پر لازم نہیں کر سکتا، مثلاً وہ نظر بند اور قید وغیرہ، کرنے کے قابل نہیں ہوتا، لیکن اس کے باوجود حاکم کا فیصلہ حکم ہی کہلاتا ہے حالانکہ حاکم کا لزوم حسی تو حکم نہیں ہوتا۔ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ حاکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں یہ اطلاع دیتا ہے کہ اللہ کا حکم واجب التعمیل ہوتا ہے تو فتویٰ کی بھی یہی حیثیت ہوتی ہے۔

بعض اوقات فیصلہ ہی اِس بات کا ہوتا ہے کہ فلاں چیز لازمی یا واجب التعمیل نہیں مثلاً حاکم کا کوئی ایسا حکم جس کے مطابق حاکم نے فیصلہ کیا اور اُس میں ایسا کوئی عنصر موجود نہیں جو کسی فعل کو لازمی قرار دے مثلاً کسی معاملہ میں یہ طے کرایا جائے کہ فلاں فعل یا امر مباح ہے، یا فلاں معاملہ میں متعلقہ فریق پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی۔ ظاہر ہے کہ ایسے فیصلہ میں نہ وجوب کا مفہوم پایا جاتا ہے اور نہ کسی چیز کے لازمی ہونے کا۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حکم کی تفسیر اور وضاحت واجب التعمیل ہونے کے لفظ کے ساتھ کرنا، حکم کی یہ جامع تعریف نہیں ہے۔

اس کے علاوہ حاکم کے حکم کے بارے میں یہ سوال بھی کیا جاتا ہے کہ حاکم کا حکم نفسانی ہے یا لسانی؟ کیا وہ خبر ہے یا انشاء؟ ان سوالات کا جواب کسی نے بھی عمدگی کے ساتھ نہیں دیا ان کے علاوہ اسی طرح کے اور بھی بہت سوالات زیر بحث لائے گئے ہیں۔

میرا ارادہ ہے کہ میری یہ کتاب اس طرح کے حل طلب مشکل مباحث پر مشتمل ہو اور اس کتاب میں سوالات کو اُسی انداز میں تحریر کروں گا جس طرح میرے اور ان حضرات کے درمیان بحث و مباحثہ ہوا تھا۔ ہر سوال کا جواب اِس کے فوراً بعد دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ احکام اور فتاویٰ کی فروعات کے بارے میں پیچیدہ اور مشکل مسائل کی توضیح پیش کی گئی ہے۔

میں نے اس کتاب کا نام **الإحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الأحکام وتصرّفات القاضی و الإمام** رکھا ہے۔ اس کتاب کا موضوع گفتگو چالیس نکات ہیں جنہیں سوال اور جواب کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔ (۴۵)

الإحکام کی انفرادیت اور افادیت کا اندازہ اُن مسائل کو دیکھنے سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے جنہیں علامہ قرافی نے موضوع بحث بنایا ہے۔ علامہ قرافی نے جن اہم موضوعات پر گفتگو کی ہے اُن میں سے چند ایک اِس طرح ہیں:

- حاکمِ عدالت کے فیصلے کی حقیقت
- انسانوں کے پاس فیصلہ کرنے کا اختیار، حاکم اور مفتی کا دائرہ کار،
- مفتی، قاضی اور سربراہِ مملکت کے اختیارات
- اِنشاء اور خبر میں فرق، اِنشاء، لُغت اور عرف کا حکم
- اجتہادی مسائل اور حاکم کا فیصلہ، اجماعی اور قابل قبول شرعی دلیل کی بنیاد پر فیصلہ کرنا
- اختلافی مسائل اور حاکم کا فیصلہ حاکم کے فیصلہ کو کالعدم قرار دینا
- حاکم کا ایسا فیصلہ جسے کالعدم قرار نہیں دیا جا سکتا
- حاکم کے حکم اور نذر میں فرق
- حاکم کے اجتہادی فیصلے اور فتویٰ کی حیثیت
- رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی مختلف حیثیتیں
- فتویٰ اور حکم میں فرق، قضاء اور افتاء میں فرق
- نبوت اور رسالت میں فرق، رسول اللہ کے مختلف مناصب
- رسول اللہ ﷺ کے تصرفات کی مختلف جہات رسول اللہ کے ارشادات بحیثیت حاکم، قاضی اور مفتی
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بنو حنیفہ کے قیدیوں سے سلوک
- حاکم کے فیصلہ کو کالعدم قرار دینے کی نوعیت
- کیا حاکم کے حکم کو مفتی کالعدم قرار دے سکتا ہے؟
- حاکم کے اُس فیصلہ کی حیثیت جو قواعد شرعیہ کے خلاف ہو حکم
- ثبوت اور نفاذ میں فرق

- حاکم کے اقرار اور اُس کے فیصلہ میں فرق
- شرعی سبب اور حاکم کا حکم
- وزارتوں اور سرکاری محکمہ جات کی پندرہ اقسام
- کیا قاضی اپنا فیصلہ کالعدم قرار دے سکتا ہے؟
- اُس فیصلہ کی شرعی حیثیت جس میں گواہان اپنی گواہی سے رجوع کرلیں
- حُکام کے ایسے تصرفات جنہیں کوئی دوسرا شخص کالعدم قرار دے سکتا ہے
- حکام کے تصرفات کی بیس قسمیں
- تقلید کی اہمیت وضرورت
- روایت اور شہادت کے درمیان فرق
- مفتوحہ زمینوں کے احکام
- فرائض کے تارک اور مختلف فیہ محرمات کے مرتکب کے احکام
- قاضی کے اُس فیصلہ کی حقیقت جو اجماع وغیرہ کے خلاف ہو
- عُرف وعادت کی بنیاد پر دیے گئے فتاویٰ کی حیثیت
- جب استفتاء کی عبارت ذومعنیٰ ہو تو مفتی کو کیا کرنا چاہئے:
- فقہی نصوص کے راوی کا معیار
- مشہور فقہی کتابوں کی بنیاد پر فتویٰ دینا غیر معروف فقہی کتابوں کی بنیاد پر دیئے گئے فتاویٰ حیثیت
- فتویٰ نویسی میں قلم کا استعمال
- جب ایک دارالافتاء میں کئی مفتی ہوں فتویٰ پر نظرثانی کرنے کے اصول

- فتویٰ میں '' واللہ اعلم '' وغیرہ کلمات لکھنا:
- مبہم فتویٰ دینا: فتویٰ اور مفادِ عامّہ:
- فتویٰ اور تفصیلی دلائل:
- مختلف اقوال اور فتویٰ مفتی اور اظہارِ حق:

☆ **الإحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الأحکام وتصرّفات القاضی و الإمام** ، کا اردو ترجمہ جو کہ راقم نے کیا ہے '' مفتی ، قاضی اور انتظامیہ کے دائرہ ہائے کار '' کے نام سے شریعہ اکیڈمی ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ، اسلام آباد سے نومبر ۲۰۰۴ء شائع ہو چکا ہے۔ اَلإحکام کے ترجمہ کے بارے میں ، پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی ، ڈائریکٹر جنرل شریعہ اکیڈمی ، لکھتے ہیں :

> '' شریعہ اکیڈمی کے رفیق کار ڈاکٹر غلام یوسف صاحب فقہ اسلامی کے متخصص ہیں ، علوم فقہ میں فتاویٰ اُن کی دلچسپی کا میدان رہا ہے ، اُنہوں نے **الإحکام** کی مشکل اور فنی مباحث کو آسان اور رواں اردو زبان میں منتقل کیا ہے ۔ اُمید ہے کہ **الإحکام** کا یہ ترجمہ علماء ، قانون دان اور متخصصین فقہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا اردو ادب میں یہ ترجمہ اِن شاءاللہ ، ایک نیا اضافہ اور فقہ کا ایک ضروری ماخذ ثابت ہوگا '' ۔ (۴۶)

علامہ قرافی کی تصانیف

علامہ قرافی کی تمام تصانیف زبان وبیان ، بحث وتمحیص ، تحقیق وتدقیق کے لحاظ سے منفرد ہیں اور علامہ قرافیؒ کا انوکھا اسلوبِ تالیف ، انتخاب اور تحقیق ، جمع وترتیب ، منفرد اندازِ استنباط تمام کتب میں نمایاں اور ممتاز نظر آتا ہے ۔ اُن کے قریبی ساتھی اور دور کے لوگ بھی اُن کی اِن صلاحیتوں کے زبردست معترف دکھائی دیتے ہیں ۔ '' الفروق '' کے علاوہ اُن کی دیگر تصانیف نہ بھی ہوتیں تو یہ ایک کتاب ہی علم میں اُن کی علمی بزرگی اور شرافت پر بطور دلیل کافی تھی ۔ اُن کی کتاب '' الفروق '' اپنی مثال آپ ہے اس کتاب میں حیرت انگیز عجیب وغریب اور ایسے

نادر نکات کو بیان کیا گیا ہے۔جن کی نظیر نہ ان سے پہلے لوگوں کی تصانیف میں ملتی ہے اور نہ اُن کے بعد کے لوگوں میں۔شمس الدین بن عدلان شافعیؒ فرماتے ہیں،علامہ قرافیؒ نے گیارہ ماہ کے قلیل عرصہ میں اٹھارہ مختلف علوم وفنون پر کتابیں تصنیف فرمائیں (۴۷)

مختلف علوم وفنون پر اِن کی تصانیف کی تعداد چوبیس کے قریب ہے جن میں سے چند ایک مطبوعہ،اور بقیہ غیر مطبوعہ ہیں:

۱ — الأجوبة الفاخرة عن الأسئلة الفاجرة فی الرد علی النصاریٰ و الیهود. مطبوعہ

۲ — الأجوبة عن الأسئلة الواردة علیٰ خطب ابن نُباتة.

۳ — الاحتمالات المرجوحة.

۴ — الإحكام فی تمییز الفتاویٰ عن الأحكام وتصرّفات القاضی و الإمام ،

۵ — ادلة الوَحدَانية فی الرد علی النصرانية.

۶ — الاستبصار فیما لا یُدرک بالأبصار (۴۸)

۷ — الاستغناء فی أحكام الاستثناء . مطبوعہ

۸ — الأمنيَّة فی إدراک النيَّة.

۹ — الانتقاد فی الاعتقاد.

۱۰ — البارز للكفاح فی المیدان.

۱۱ — البیان فی تعلیق الأیمان.

۱۲ — التعلیقات علی المنتخب.

۱۳ — تنقیح الفصول فی الأصول. مطبوعہ

۱۴- الذخیرة فی الفقه المالکی. دس جلدوں میں متعدد بار شائع ہوچکی ہے۔

۱۵- شرح الأربعین فی أصول الدین للفخر الرازی.

۱۶- شرح المهذب للبَرْذعی المالکی.

۱۷- شرح الجَلَّاب.

۱۸- شرح تنقیح الفصول. مطبوعہ

۱۹- العِقد المنظوم فی الخصوص والعموم فی الأصول.

۲۰- الفروق (أنوار البروق فی أنواء الفروق) چار جلدوں میں متعدد بار شائع ہوچکی ہے۔

۲۱- المنجیات و الموبقات فی الأدعیة وما یجوز منها وما یُکره و ما یَحرُم.

۲۲- المَناظر، فی الریاضیات.

۲۳- نفائس الأصول فی شرح المحصول. ۹ جلدوں میں متعدد بار شائع ہوچکی ہے۔

۲۴- الیواقیت فی أحکام المواقیت. (۴۹)

علامہ قرافیؒ ساری زندگی طلبہ، علماء اور عوام کی علمی پیاس بجھاتے رہے اور اُنہیں اپنے علوم وفنون سے سیراب کرتے رہے۔ علامہ قرافیؒ کی وفات جمادی الاخر ۶۸۴ھ کو ہوئی اور قرافہ ہی میں اُن کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جنت میں جگہ عطا فرمائے اور اُن کی قبر کو رحمت کے نور سے منور فرمائے آمین۔ (۵۰)

حواشی وتعلیقات

(۱) کحالہ،محمد رضا،معجم المؤلفین،تراجم مصنفین الکتب العربیۃ،۱:۱۵۸-۱۵۹،مکتبہ المثنی،داراحیاء التراث العربی،بیروت س ن۔

(۲) شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ،مقدمہ: الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام و تصرفات القاضی و الامام،ص:۲۱، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ حلب،۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء

(ii) ابن فرحون مالکی، قاضی ابراھیم بن نور الدین،الدیباج المُذهب فی معرفة أعیان علماء المَذهب ص:۱۲۸،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،۱۹۹۶ء۔

(iii) حاجی خلیفہ،مصطفیٰ بن عبداللہ،کشف الظُّنون عن اسامی الکُتُبِ و الفُنون،۵:۸۲-۸۴، دار إحیاء التراث العربی بیروت ،۱۹۸۱ء۔

(۳) الدیباج المُذهَب،ص:۱۲۹۔

(ii) جمال الدین یوسف بن تغری،اتا بکی، المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی،۱:۲۱۵،ترجمہ نمبر۱۲۱، مطبعۃ دارالکتب المصریۃ،قاہرہ،۱۹۵۶ء۔

(iii) مرزا محمد باقر موسوی،اصبہانی،روضات االجنات ،فی احوال العلماء والسادات،۱:۳۳۶،ترجمہ رقم:۱۱۸،مکتبہ اسماعیلیان،تہران،۱۳۹۰ھ۔

(۴) شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ،مقدمہ: الاحکام،ص:۲۱-۲۲۔

(۵) الدیباج المُذهب فی معرفة أعیان علماء المَذهب،ص:۱۲۸۔

۲- ابو اسحاق احمد عبد الرحمٰن،مقدمۃ التحقیق،الذخیرۃ فی فروع المالکیۃ، للقرافی،،۱:۵،دارالکتب العلمیۃ ، بیروت،۲۰۰۱ء۔

(۶) الدیباج المُذهب فی معرفة أعیان علماء المَذهب،ص:۱۲۸۔

(۷) قرافی،شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس مصری مالکی ،الفروق،أنوار البروق فی أنواء الفروق،۲:۱۵۷،فرق نمبر: ۹۵،دارالکتب العلمیۃ ،بیروت،سن ندار۔

(۸) الفروق،۴:۲۵۱،فرق نمبر:۲۶۹۔

(۹) الديباج المُذهب في معرفة أعيان علماء المَذهب،ص:۱۲۹۔

(۱۰) الفروق، ۴:۲۰۸،فرق نمبر:۲۵۴۔

(۱۱) الفروق، ۴:۲۲۴،فرق نمبر:۲۵۷۔

(۱۲) شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ،مقدمہ: الاحکام،ص:۲۳۔

(۱۳) الفروق، ۴:۲۶۴،فرق نمبر:۲۷۲۔

(۱۴) شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ،مقدمہ: الاحکام،ص:۲۳۔

(۱۵) الفروق،۱:۷۶،فرق نمبر:۳۔

(۱۶) الفروق،۱:۷۶،فرق نمبر:۳۔

(۱۷) شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ،مقدمہ: الاحکام،ص:۲۳۔

(۱۸) الفروق،۱:۷۶،فرق نمبر:نمبر۳۔

(۱۹) بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل،صحیح ا لبخاری ، کتاب الادب،باب المدارة مع الناس، رقم : ٥٦٦٦، قدیمی کتب خانہ کراچی،۱۹۶۱ء

(۲۰) الاسراء،۱۷:۸۵۔

(۲۱) طٰہٰ،۲۰:۱۱۴۔

(۲۳) شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ،مقدمہ: الاحکام،ص:۲۴۔

(۲۴) شیخ جلال الدین السیوطی شافعی،حسن المحاضرۃ فی تاریخ المصر والقاہر،''ذکر من کان من الأئمۃ المجتہدین'':۱:۲،۱۷۲،مطبعہ ادارۃ الوطن،قاہرۃ،مصر،۱۲۹۹ھ۔

(۲۵) الدیباج المُذَهب،ص:۱۲۹۔

(ii) شیخ جلال الدین السیوطی شافعی،حسن المحاضرۃ فی تاریخ المصر والقاہر،''ذکر من کان من الأئمۃ المجتہدین'':۱:۲،۱۷۲،مطبعہ ادارۃ الوطن،قاہرۃ،مصر،۱۲۹۹ھ۔

(iii) مرزا محمد باقر موسوی،اصبہانی،روضات الجنات ،فی احوال العلماء والسادات ،۱:۳۳۶،ترجمہ رقم:۱۱۸، مکتبہ اسماعیلیان،تہران،۱۳۹۰ھ۔

(۲۶) شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرافی، نفائس الاُصول، فی شرح المحصول، ۱: ۴۴۰، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، الریاض، ۱۹۹۷ء۔

(۲۷) ملک کامل سے ابو المعانی، ناصر الدین مراد محمد بن محمد ملک کامل، ہیں اِن کا تعلق سلاطین ایوبیہ سے تھا، عربی ادب، شعر شاعر سے سے لگاؤ تھا، اِن کی پیدائش مصر میں، (۵۷۶ھ) ہوئی، اپنے والد کی وفات کے بعد مصر اور شام کے بعض علاقوں پر مستقل طور پر حکمرانی کی، اِن کی وفات ۶۳۵ھ میں ہوئی۔ عادل احمد عبد الموجود، علی محمد معوض، حاشیہ نمبر: ۱، نفائس الاُصول، فی شرح المحصول، ۱: ۴۴۱، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، الریاض، ۱۹۹۷ء۔

(۲۸) شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرافی، نفائس الاُصول، فی شرح المحصول، ۱: ۴۴۱، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، الریاض، ۱۹۹۷ء۔

(ii) علامہ احمد تیمور پاشانے بھی یہ واقعہ (کتاب احمد تیمور پاشا، التصویر عند العرب، ص: ۱۰۴،۹۷، مطبعہ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، القاہرۃ، ۱۹۴۲ء) ابن طولون کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

☆ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: استاذ عبد المجید وانی کا تحقیقی اور طویل مقالہ جو کہ ’’علماء فنّانون: امام قرافی‘‘ کے عنوان سے ’’مجلۃ الوعی الاسلامی‘‘ کے شمارہ نمبر: ۴۰، ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء ص: ۵۴-۵۹، وزارۃ اوقاف کویت، سے شائع ہوا۔

(۲۹) الدیباج المُذْھَب، ص: ۱۳۰۔

(۳۰) الفروق، ۱: ۳، ۵۱: ۲؛ ۱۰۴، فرق نمبر: ۷۷؛ ۴: ۶، فرق نمبر: ۱۰۳۔

(۳۱) شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ، مقدمہ: الاحکام، ص: ۱۷۔

(۳۲) ۲: ۱۰۶، فرق نمبر: ۷۸؛ ۴: ۴۸، فرق نمبر: ۲۲۳۔

(۳۳) الدیباج المُذھب فی معرفۃ أعیان علماء المَذھب، ص: ۱۲۹۔

(۳۴) تبصرۃ الحکام ابن الفرحون، برہان الدین ابو الوفاء ابراہیم بن شمس الدین عبد اللہ، تبصرۃ الحکام فی أصول الأقضیۃ ومناھج الأحکام، ۱: ۱۶؛ ۲: ۶۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۳۰۱ھ۔

(۳۵) علاء الدین ابو الحسن علی بن خلیل طرابلسی، حنفی، معین الحکام، فیما یتردد بین الخصمین من الحکام، ص: ۱۲۶، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرہ، مصر، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء

(۳۶) الفروق، ۴: ۵۴، فرق نمبر: ۲۲۵۔

(۳۷) تبصرۃ الحکام، ۱: ۵۶، ۵۸، ۲۷۱۔

(۳۸) مُعین الحکام(ے)ص:۲۷

(۳۹) شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ،مقدمہ: الاحکام،ص:۱۷۔

(۴۰) شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ،مقدمہ: الاحکام،ص:۱۸۔

(۴۱) الفروق،۱:۵۱؛۲:۱۰۴-۱۰۵؛۴:۶-۷

(۴۲) الفروق،۲:۱۰۶،رقم نمبر:۷۸۔

(۴۳) شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ،مقدمہ: الاحکام،ص:۱۹۔

(۴۴) شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ،مقدمہ: الاحکام،ص:۱۹-۲۰۔

(۴۵) الإحکام ص:۳۰-۳۲۔

(۴۶) الإحکام، ''مفتی، قاضی اور انتظامیہ کے دائرہ ہائے کار'' ص: ۱۰، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے نومبر ۲۰۰۴ء۔

(۴۷) الدیباج المُذْھَب،ص:۱۲۹۔

(۴۸) یہ کتاب علم کلام کے موضوع پر ہے، اِس کتاب کا ایک قلمی نسخہ، مکتبہ اُسدی اُفندی، استنبول میں نمبر ۱۲۷۰ کے ذیل میں موجود ہے۔

(۴۹) الدیباج المُذْھَب،ص:۱۲۹۔

(ii) کشف الظُّنون عن اسامی الکُتُبِ و الفُنون،۵:۸۲-۸۴۔

(iii) معجم المؤلفین،تراجم مصنفین الکتب العربیۃ،۱:۱۵۸-۱۵۹۔

(iv) جمال الدین یوسف بن تغری،اتابکی، المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی،۱:۲۱۵،ترجمہ رقم ۱۲۱، مطبعۃ دارالکتب المصریۃ،قاہرہ،۱۹۵۶ء

(v) حسن المحاضرۃ فی تاریخ المصر والقاہر،ذکر من کان من الأئمۃ المجتھدین،۱:۳۱۷۔

(۵۰) الدیباج المُذْھَب،ص:۱۲۹۔